رسول اللہ ﷺ کے چہرہ انور کی تاثراتی کیفیات

سعید الرحمٰن *

کلثوم پراچہ **

رسول اللہ ﷺ کا سراپا حسین و جمیل تھا،آپ کا چہرہ مبارک ماہ بدر کی طرح چمکتا تھا، رنگ مبارک نہایت کھلتا ہوا، سرخی مائل سفید تھا اور پیشانی مبارک کشادہ تھی،آپ کے ابرو خم دار، باریک اور گنجان تھے مگر دونوں ابرو آپس میں ایک دوسرے سے ملے ہوئے نہ تھے،ان دونوں کے درمیان ایک رگ تھی جو غصہ کے وقت ابھر آتی تھی،آپ کی ناک مبارک بلندی مائل تھی،اس پر ایک چمک اور نور تھا،آنکھ مبارک کی پتلی نہایت سیاہ تھی،آنکھوں کی سفیدی میں سرخ ڈورے تھے، پلکیں دراز تھیں، رخسار مبارک پر زیادہ گوشت نہیں تھا اور دہن مبارک اعتدال کے ساتھ فراخ تھا،آپ کے چہرہ میں گولائی تھی مگر بالکل گول نہیں تھا(۱)۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے کسی شخص نے دریافت کیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ کا چہرہ تلوار کی طرح تھا؟ تو انہوں نے کہا نہیں، بلکہ سورج اور چاند کی طرح گولائی لئے ہوئے تھا(۲)۔

حافظ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں کہ تلوار سے تشبیہ میں لمبائی اور چمک دار ہونے کا تاثر تھا، جس کی حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے بلیغ انداز میں تردید کی اور سورج و چاند سے تشبیہ دے کر اس کی نشاندہی کر دی کہ چہرہ مبارک ایک طرف تو گولائی لئے ہوئے تھا اور دوسری طرف سورج کی طرح روشن اور چاند کی طرح پر کشش تھا(۳)۔

رسول اللہ ﷺ کا چہرہ بالعموم روشن اور مسکراتا ہوا تھا، جب آپ خوش ہوتے تو آپ کا چہرہ یوں روشن ہوتا جیسا کہ وہ چاند کا ٹکڑا ہو(۴)۔ لیکن جب آپ غصہ میں ہوتے تو پھر اس پر کئی رنگ آتے جو آپ کے چہرے پر موجود روشنی اور تروتازگی میں اور اس کے کھلنے میں حائل ہو جاتے تھے(۵)۔ رسول اکرم ﷺ کے چہرہ کی عمومی کیفیت تو تبسم آمیز تھی مگر حالات و واقعات کی وجہ سے آپ کا چہرہ مبارک کئی خصوصی کیفیات کا بھی آئینہ دار تھا۔ ان میں مسرت، غصہ، غم اور ہمدردی جیسی کیفیات خاص طور پر لائق ذکر ہیں، یہ کیفیات بذات خود صحابہ کرام کے لئے رہنمائی کا ذریعہ ثابت ہوئیں اور ان کے ذریعہ امت تک پیغام رشد و ہدایت بھی منتقل ہوا۔ ان کیفیات کے ساتھ کئی بار زبان مبارک سے بھی ارشاد فرمایا، جس سے ارشاد مبارک کی معنویت میں اضافہ اور گہرائی کا تاثر سامعین تک منتقل ہوا، اور بسا اوقات چہرے کے محض تاثرات ہی صحابہ کرام کے لئے رہنما ہدایت قرار پائے۔

رسول اللہ ﷺ کے چہرہ انور کی کیفیات کا تعلق بالعموم درپیش صورت حال سے رہا ہے۔ تاہم کئی بار ایسا ہوا کہ آپ پر وحی نازل ہوتی تو اس کے مضمون کے تاثرات آپ کے رخ انور پر ظاہر ہوتے، جس کی وجہ سے صحابہ کرام کو جستجو ہوتی

* پروفیسر، موسیٰ پاک شہید چیئر، شعبہ علوم اسلامیہ، بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان، پاکستان۔

** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ و تقابل ادیان، ویمن یونیورسٹی، ملتان، پاکستان۔

اور آپ سے آپ کے چہرہ کی کیفیات کے بارہ میں سوال کرتے اور یوں رہنمائی پاتے۔

ذیل میں رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک کی کیفیات اور ان سے امت کو ملنے والی رہنمائی کی چند مثالیں برائے مطالعہ پیش ہیں۔ جس سے اندازہ ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ کا کے رخ انور کی ہر کیفیت اپنے اندر بھرپور معنویت رکھتی ہے۔

۱۔ مالی ضرورت کے سوال پر رسول اللہ ﷺ کے چہرہ انور کی کیفیات

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہؐ کے پاس اپنی مالی ضرورت کے لئے آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت تمہیں دینے کے لئے میرے پاس کچھ نہیں، ہاں تم کسی سے قرض لے لو (دوسری روایت میں ہے کہ ہمیں کوئی چیز ادھار فروخت کردو) اور جب ہمارے پاس کچھ مال آئے گا تو ہم تمہیں دے دیں گے، اس پر حضرت عمر فاروقؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا ذمہ دار نہیں بنایا (کہ وہ قرض لے گا یا آپ اس سے کوئی چیز خریدیں گے اور بعد میں آپ اس کی ادئیگی کردیں گے) آپ کے پاس جو کچھ ہے وہ تو آپ دے دیا کریں گے اور اگر آپ کے پاس نہیں تو آپ اپنے اوپر ذمہ داری عائد نہ کریں، رسول اللہ ﷺ کو یہ بات ناگوار گزری یہاں تک کہ آپ کے چہرہ سے بھی محسوس ہونے لگا تو اس موقع پر ایک انصاری صحابی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، آپ دیا کریں اور عرش والے سے کسی کمی کا اندیشہ نہ کریں، یہ بات سن کر رسول اللہ ﷺ کے چہرے پر بشاشت آگئی اور فرمایا کہ اسی بات کا مجھے حکم ہے (۶)۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا مشورہ اپنی جگہ بجا تھا، مگر رسول اللہ ﷺ کی شان چونکہ کمزوروں کی مدد کرنے کی تھی، اسی لئے اپنے پاس مالی تعاون کی فوری سبیل نہ ہونے کی بنا پر آپ نے اس کے قرض کا معاملہ کرنے کی صورت میں اس کی مستقبل میں ادائیگی کی یقین دہانی کرائی اور آپ کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رائے شایان شان محسوس نہیں ہوئی، اس لئے چہرہ پر تکدر کے اثرات ظاہر ہوئے اور جب انصاری صحابی نے آپ کو آپ کی شان کریمی کے مطابق مشورہ دیا اور ذکر کردہ جملہ درحقیقت آپ کا ہی ارشاد گرامی تھا جو آپ نے ایک موقع پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا تھا اے بلال! خرچ کیا کرو اور عرش والے سے کسی کمی کا اندیشہ مت کرو (۷) چنانچہ ان کلمات کی ادائیگی پر آپ کا چہرہ کھل اُٹھا۔

۲۔ قبیلہ مضر کے واقعہ میں رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک کی کیفیات

حضرت جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم دن چڑھے رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے کہ قبیلہ مضر کے چند لوگ ننگے بدن، ننگے پاؤں، تلواریں لٹکائے ہوئے آگئے تو ان کی فاقہ زدگی کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کے چہرہ کا رنگ متغیر ہوگیا چنانچہ آپ اپنے حجرہ میں گئے، پھر کچھ نہ پاکر نکل آئے اور حضرت بلال رضی اللہ کو آذان دینے کا حکم دیا، پھر نماز قائم فرمائی، نماز سے فارغ ہو کر آپ نے حاضرین کے سامنے خطبہ دیا اور یہ آیات تلاوت فرمائیں۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً - وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا(النساء : ۱)

اے لوگو! اپنے اس رب کا تقویٰ اختیار کرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اس سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں سے مرد و عورت پھیلا دیئے اور اس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جس کے واسطہ سے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور رشتوں کا خیال کرو، یقیناً اللہ تم پر نگران ہے۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ لْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ(الحشر:۱۸)

اے ایمان والو! اللہ سے تقویٰ اختیار کرو اور ہر شخص اس کو دیکھے کہ اس نے آنے والے کل کے لئے کیا بھیجا ہے۔

ہر شخص اپنے دینار، اپنے درہم سے، اپنے کپڑے سے، اپنی گندم کے صاع سے اور اپنے جو کے صاع (ماپنے کا پیمانہ جو تقریباً ساڑھے تین کلو کا تھا) سے صدقہ کرے حتیٰ کہ آپ نے کہا خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔

لوگوں کی طرف سے تعمیل ارشاد میں کچھ توقف ہوا تو آپ کے چہرے پر غصہ کے آثار دیکھے گئے کہ اسی دوران ایک انصاری صحابی رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے ہاتھ کی انگلیوں کے مابین سونے کی ایک بھری ہوئی ایک تھیلی کے ساتھ حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یہ راہ خدا میں ہے، پھر اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اٹھے تو انہوں نے بھی راہ خدا میں مال پیش کیا، پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اٹھے اور انہوں نے بھی عطیہ پیش کیا، پھر دیگر مہاجرین و انصار بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے اپنے عطایا پیش کئے یہاں تک کہ راوی کے بقول میں نے غلہ اور کپڑوں کے دو ڈھیر دیکھے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک کھل اٹھا حتیٰ کہ ہم نے آپ کے رخسار مبارک پر خوشی کی تمتماہٹ دیکھی پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اسلام میں نیک طرز عمل کی روایت قائم کرتا ہے جس پر بعد میں عمل کیا جاتا ہے تو اس شخص کے لئے اس پر عمل کرنے والوں کے اجر میں کسی کمی کے بغیر ان کے اجر کے برابر اجر مقرر ہے اور جس شخص نے اسلام میں کسی برے طرز عمل کی بنیاد رکھی جس پر بعد میں عمل کیا جاتا ہے تو اس پر عمل کرنے والوں کے گناہ میں کسی کمی کے بغیر ان کے گناہوں کے برابر اس شخص کے لئے گناہ ہیں (۸)۔

اس واقعہ میں درپیش صورتِ حال کے مطابق رسول اللہ ﷺ کے رخ انور پر مختلف کیفیات کا مشاہدہ کیا گیا، ابتداء میں آنے والوں کی خستہ حالی کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک پر تفکر اور پریشانی کی پرچھائیاں دیکھی گئیں اور آپ فوری طور پر ان کی دل جوئی کے لئے اپنے گھر تشریف لے گئے مگر گھر میں کوئی سامان نہ پایا تو آپ نے نماز کا اہتمام کرایا جس کے سبب کئی افراد مسجد میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان کو سماجی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا اور نووارد ضرورت مندوں سے تعاون کو آیات تقویٰ کے منشا کے طور پر ذکر کیا، رسول اللہ ﷺ کے طرز عمل سے نماز باجماعت، مسجد اور تقویٰ کے سماجی پہلو کی اہمیت کا بھی اندازہ ہوتا ہے، اور بعد ازیں صحابہ کرام کی طرف سے بڑھ چڑھ کر حسن تعاون کے مظاہرہ پر آپ کا چہرہ انور دیدنی تھا کہ خوشی آپ کے رخساروں سے پھوٹ رہی تھی جس سے اس عمل کی اہمیت اور وقعت کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ اس موقع پر انصاری صحابی کی پہل پر رسول اللہ ﷺ نے نیکی میں دوسروں کے لئے مشعل راہ بننے کی فضیلت واضح کی اور ساتھ ہی تصویر کے دوسرے رخ کے طور پر برائی میں پہل کر کے دوسروں کو متوجہ کرنے والے کی وعید

بھی بیان کی۔

۳۔ حیاء کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک کا سرخ ہونا

رسول اللہ ﷺ سن ۸ ہجری میں ثقیف سے جنگ کے لئے طائف تشریف لے گئے تو یہاں بیس روز کم و بیش صحابہ کرام نے ان کے قلعہ کا محاصرہ رکھا، چنانچہ جب صخر بن عیلہ الاحمس رضی اللہ عنہ نے اس کی خبر سنی تو وہ رسول اللہ ﷺ کی مدد کے لئے ایک لشکر میں روانہ ہوئے لیکن انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو بغیر فتح کے واپس آتا دیکھا تو اس روز حضرت صخر نے اللہ سے عہد کیا کہ وہ اس قلعہ سے اس وقت تک جدا نہیں ہوں گے جب تک وہاں کے لوگ رسول اللہ ﷺ کے حکم پر اپنے قلعہ سے نیچے نہیں اتر آتے، چنانچہ وہ ان سے جدا نہیں ہوئے یہاں تک کہ وہاں کے لوگ رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ کے لئے رضامند ہو گئے تو آپ کو حضرت صخر نے خط لکھا کہ اے اللہ کے رسول! ثقیف آپ کے فیصلہ قبول کرنے کے لئے قلعہ سے اتر آئے ہیں اور میں ان کی طرف جا رہا ہوں اور وہ لشکر کی صورت میں ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو جمع ہونے کا حکم دیا اور احمس کے لئے دس بار دعا کی کہ اے اللہ احمس کو اس کے گھوڑوں اور افراد میں برکت عطا کر، بعد ازیں آپ کے پاس لوگ آگئے تو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے گفتگو کی اور کہا اے اللہ کے نبی! صخر نے میری پھوپھی کو گرفتار کر لیا ہے۔ وہ ان میں داخل ہو گئی ہیں جن میں مسلمان داخل ہوئے ہیں یعنی دیگر گرفتار شدگان میں شامل ہیں جن کو قیدی بنا لیا گیا ہے تو آپ نے حضرت صخر کو بلایا اور کہا اے صخر! جب لوگ اسلام قبول کر لیں تو وہ اپنی جان و مال کو محفوظ کر لیتے ہیں، للذا مغیرہ کو ان کی پھوپھی حوالہ کر دو چنانچہ انہوں نے وہ ان کے سپرد کر دی اور اللہ کے نبی ﷺ سے دریافت کیا کہ بنی سلیم کا معاملہ کیا ہے جو اسلام سے بھاگ گئے اور پانی کا چشمہ چھوڑ گئے پھر ساتھ ہی انہوں (حضرت صخر) نے آپ سے درخواست کی کہ آپ ان کو اور ان کی قوم کو وہاں اترنے کی اجازت دے دیں یعنی وہاں کا اختیار ان کے حوالہ کر دیں تو آپ نے ان کو وہاں مقیم ہونے کی اجازت دے دی بعد ازیں بنو سلیم کے لوگ مسلمان ہو کر حضرت صخر کے پاس آئے کہ پانی کا چشمہ انہیں واپس کر دیا جائے تو انہوں نے انکار کر دیا تو پھر یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آگئے اور کہا اے اللہ کے نبی! ہم اسلام لے آئے ہیں اور ہم صخر کے پاس گئے تا کہ ہمیں ہمارے چشمہ کا پانی حوالہ کر دیں مگر انہوں نے انکار کر دیا ہے، جب حضرت صخر آپ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا" اے صخر! جب لوگ اسلام لے آتے ہیں تو وہ اپنی جان و مال کو محفوظ کر لیتے ہیں للذا لوگوں کو ان کا پانی (چشمہ) دے دو" تو حضرت صخر نے آپ کے حکم پر لبیک کہا تو راوی کہتے ہیں کہ اس موقع پر حضرت صخر سے حضرت مغیرہ کی پھوپھی واپس لینے اور بعد ازیں پانی کا چشمہ واپس لینے کے سبب رسول اللہ ﷺ کا چہرہ حیاء کی وجہ سے سرخ ہو گیا کہ حضرت صخر نے بخوشی ہاتھ آئی دونوں چیزوں کو واپس دے کر آپ کے حکم کی تعمیل کی(۹)۔

مذکورہ واقعہ میں حضرت صخر بن عیلہ الاحمس کی جانفشانی اور جنگی حکمت عملی کے نتیجہ میں قبیلہ ثقیف کے لوگ قلعہ سے اترنے پر مجبور ہوئے تو دستور کے مطابق گرفتار شدگان اور ان کے وسائل پر حضرت صخر اور ان کے ساتھی حق رکھتے تھے مگر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے فیصلوں پر جس اطاعت کا مظاہرہ کیا وہ ان کی حب ایمانی کا شاندار مظاہرہ تھا اور

دوسری طرف رسول اللہ ﷺ کو بھی اس بات کا شدت سے احساس تھا کہ ان سے یکے بعد دیگرے مفتوحہ چیزیں لے لی گئیں اور وہ کیفیت آپ کے چہرہ مبارک پر فطری شرم وحیا کی سرخی سے عیاں ہوئی۔

۴۔سزا کے اجراء پر چہرہ مبارک کا بجھ جانا

حضرت عمرو بن شعیب سے روایت ہے کہ اسلام میں پہلی حد (قرآنی سزا) جو جاری کی گئی ہے وہ چوری کی حد تھی، ایک شخص نے چوری کی اور اس پر گواہ پیش کئے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا، جب اس شخص کا ہاتھ کاٹا گیا تو رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک یوں محسوس ہوا گویا اس پر راکھ بکھیر دی گئی ہو تو ایک شخص نے کہا اے اللہ کے رسول! گویا آپ پر ہاتھ کا کٹنا گراں گزرا، آپ نے فرمایا مجھے کوئی مانع نہیں، تم لوگ اپنے بھائی کے خلاف شیطان کے مددگار بنے ہو، بلاشبہ اللہ معاف کرنے والا ہے، معافی پسند کرتا ہے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی

وَ لْيَعْفُوْا وَ لْيَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ(النور:۲۲)

انہیں چاہئے کہ عفوودر گزر سے کام لیں۔ کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہیں معاف کرے۔

اس پر صحابہ نے کہا آپ اس کو چھوڑنے کا حکم دے دیتے (تو ہم اس پر عمل کرتے)، آپ نے فرمایا یہ کام میرے پاس آنے سے پہلے کیوں نہیں کیا، امام (حاکم) کے پاس جب حد کا معاملہ لایا جائے گا تو اس کے لئے اس کو معطل کرنا روا نہیں ہے(۱۰)۔

یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کے عدل ورحمت کا ایک حسین امتزاج ہے، ایک طرف تو قانون کی پاسداری کی گئی اور مجرم کو سزا دی گئی اور یہ بھی واضح کر دیا کہ جب جرم کا معاملہ عدالت تک پہنچ جائے تو وہاں قانون کے مطابق سزا کے اجراء کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہوتا، تاہم دوسری طرف آپ کی ذات بابرکات میں انسانی ہمدردی بھی عیاں تھی کہ ہاتھ کاٹنے پر آپ کے چہرہ بجھ سا گیا، جس کو صحابہ کرام نے بھی محسوس کیا اور اس کا ذکر بھی کیا، جس پر آپ نے اپنی شان رحمت کے مطابق قرآنی آیت کی روشنی میں معاف کرنے کو ترجیحاً بیان کیا۔

۵۔چہرہ مبارک پر نقاہت کی کیفیت

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں مسجد نبوی میں داخل ہوا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کے چہرہ انور میں بھوک کی وجہ سے نقاہت کے آثار دیکھے تو میں وہاں سے نکل کر (اپنی زوجہ محترمہ) حضرت ام سلیم کے پاس آیا (وہ حضرت انس بن مالکؓ کی والدہ بھی تھیں) تو میں نے کہا اے ام سلیم! میں نے رسول اللہ ﷺ کے چہرے پر بھوک کے آثار محسوس کئے ہیں تو کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ تو انہوں نے اپنی ہتھیلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ میرے پاس تھوڑا بہت ہے تو میں نے ان سے کہا کہ کچھ بناؤ اور عمدہ بناؤ، پھر میں نے انس رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس یہ کہہ کر بھیجا کہ کان میں سرگوشی کرکے دعوت دینا، جب حضرت انس، رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ شخص بھلائی کی دعوت لے کر آیا ہے، پھر آپ نے مزید فرمایا کیا تمہارے (سوتیلے) والد نے ہمیں بلا بھیجا ہے؟ پھر رسول اللہ ﷺ نے موجود صحابہ سے کہا کہ اللہ کا نام لے کر چلو، حضرت انس پیٹھ پھیر کر حضرت ابو طلحہ کے پاس دوڑتے آئے

اور کہا رسول اللہ ﷺ لوگوں کے ساتھ آگئے ہیں، چنانچہ ابو طلحہ کہتے ہیں کہ میں باہر نکلا یہاں تک کہ دروازہ کے پاس آپ سے ملاقات ہو گئی تو میں نے عرض کیا، آپ نے ہمارے ساتھ کیا کیا؟ (کہ تمام احباب کے ساتھ تشریف لے آئے) میں نے تو آپ کے چہرہ پر بھوک کے آثار محسوس کئے تھے تو آپ کے کھانے کے لئے کچھ بنایا، آپ نے فرمایا گھر میں چلو اور خوش خبری حاصل کرو۔ الی آخر الحدیث (۱۱)

اسی طرح حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو شعیب کی کنیت کے حامل ایک انصاری صحابی تھے اور ان کا غلام گوشت بناتا تھا تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، اس وقت آپ صحابہ کرام کے درمیان تشریف فرما تھے، تو انہوں نے آپ کے چہرے پر بھوک کے اثرات محسوس کئے تو وہ اپنے گوشت بنانے والے غلام کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ ہمارے لئے کھانا تیار کرو جو پانچ آدمیوں کے لئے کافی ہو، تا کہ ان میں رسول اللہ ﷺ کو مدعو کروں چنانچہ اس نے ان کے لئے کچھ کھانا تیار کیا تو وہ انصاری صحابی آپ کے پاس آئے اور آپ کو دعوت دی، چنانچہ آپ کے ساتھ موجود حضرات کے ساتھ ایک اور شخص بھی چل پڑا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابو شعیب، یہ صاحب ہمارے پیچھے چلے آئے ہیں، اب تمہاری مرضی ہے، اجازت دیدو یا رہنے دو تو انہوں نے کہا رہنے نہیں دیتا بلکہ اجازت دیتا ہوں (۱۲)۔

یہ دونوں واقعات جہاں اس امر کی نشاندہی کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بارہا بھوک کی اس انتہائی حالت سے گزرے جس میں آپ کے چہرہ مبارک پر بھی اس کے سبب نقاہت کے اثرات دیکھنے والوں کو محسوس ہوتے تھے تو دوسری طرف صحابہ کرام کی آپ سے محبت کا اندازہ بھی ہوتا ہے کہ ان سے آپ کی یہ کیفیت دیکھی نہیں جاتی تھی، چنانچہ وہ فوراً اس کی تدبیر میں مشغول ہو جاتے تھے۔

۶۔ چہرہ مبارک پر غم کی کیفیت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب حضرت جعفر طیار حضرت زید بن حارثہ اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی اطلاع آئی تو رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے کہ آپ کے چہرہ میں غم کی کیفیت محسوس ہو رہی تھی، حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں دروازہ کی درز سے جھانک رہی تھی، اسی دوران ایک شخص آیا اور کہا اے اللہ کے رسول حضرت جعفر کے گھر کی عورتیں بہت (بآواز بلند) رو رہی ہیں، آپ نے اس کو حکم دیا کہ وہ ان کو منع کرے۔ وہ شخص چلا گیا پھر کچھ دیر بعد آگیا اور کہنے لگا میں نے ان کو منع کیا ہے، انہوں نے میری بات نہیں مانی (تو رسول اللہ ﷺ نے دوبارہ بھیجا) حتی کہ تیسری مرتبہ آیا (اور وہی بات دہرائی) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کے منہ میں مٹی ڈالو، حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے دل میں (اس شخص سے کہا) کہا، تیرا ناس ہو، تم اس بات پر عمل نہیں کرنے والے جو رسول اللہ ﷺ نے ذکر فرمائی (کہ ان کے منہ پر مٹی ڈالو۔) (۱۳)

سن ۸ ہجری میں موتہ کے علاقہ (یہ اس وقت مملکت اردن کا حصہ ہے) میں رومیوں کے ایک بہت بڑے لاؤ لشکر کے ساتھ مسلمانوں کی گھمسان کی جنگ ہوئی، اس میں، تین سپہ سالار صحابہ کرام حضرت زید بن حارثہ، حضرت جعفر طیار اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم یکے بعد دیگرے شہید ہوئے، تو رسول اللہ ﷺ نے شدت سے اس کا غم

محسوس کیا چنانچہ رسول اللہ ﷺ شہداء کے گھرانوں میں تعزیت کے لئے بھی گئے۔مذکورہ حدیث میں ان حضرات کے واقعہ شہادت پر رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک کی کیفیت غم کا ذکر ہے،اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے نوحہ کرنے سے منع کیا، واضح رہے کہ جہاں تک غیر اختیاری طور پر رونے کا تعلق ہے تو اس سے آپ نے منع نہیں کیا بلکہ ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ کے گھرانہ میں کسی کا انتقال ہوا تو خواتین آپ کے پاس جمع ہو کر رونے لگیں تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کو منع کرنے لگے اور وہاں سے اٹھانے لگے تو آپ نے ان کو منع کر دیا اور فرمایا آنکھ آنسو بہاتی ہے، دل کو چوٹ لگی ہے اور (مرنے والے سے) تعلق کا زمانہ قریب ہے (۱۴)۔

۷۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے طرز عمل پر چہرہ مبارک پر خوشی کے تاثرات

حضرت ابو مسعود عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں تھے ،تو لوگوں کو شدید مالی مشکلات کا سامنا تھا یہاں تک کہ میں نے مسلمانوں کے چہروں پر پریشانی اور غم کے آثار اور منافقین کے چہروں پر خوشی کے اثرات دیکھے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے جب یہ صورتحال دیکھی تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا اللہ کی قسم، سورج غروب ہونے سے قبل اللہ تعالیٰ تم تک رزق پہنچا دے گا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یقین تھا کہ اللہ اور اس کے رسول ضرور سچے ثابت ہوں گے، چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے غلہ سمیت چودہ اونٹ خریدے ،جن میں سے نو اونٹ مع ساز وسامان رسول اللہ ﷺ کی جانب روانہ کر دیئے۔جب رسول اللہ ﷺ نے ان کو دیکھا تو ان کے بارہ میں دریافت کیا تو صحابہ نے بتایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آپ کو ہدیہ کئے ہیں،اس موقع پر رسول اللہ ﷺ کے چہرہ پر خوشی اور منافقین کے چہروں پر غم اور پریشانی کے آثار دیکھے گئے، راوی کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے دونوں ہاتھ اس حد تک بلند ہوتے دیکھے کہ آپ کے بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی،آپ نے حضرت عثمان کے لئے جو دعا کی وہ میں نے کسی اور کے لئے نہ اس سے پہلے سنی اور نہ اس کے بعد ،اے اللہ عثمان کو عطا کر،اے اللہ عثمان کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کر (۱۵)۔

ایسے وقت میں جب مسلمان حالت جنگ میں تھے اور شدید معاشی مشکلات میں تھے حتیٰ کہ پریشانی مسلمانوں کے چہروں سے عیاں تھی اور منافقین کی خوشی اس پر مستزاد تھی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مالی تعاون کا بے نظیر مظاہرہ، رسول اللہ ﷺ کو اس قدر پسند آیا کہ نہ صرف خوشی آپ کے چہرہ مبارک سے چھلک رہی تھی بلکہ آپ نے جس اہتمام کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے دعا کی وہ اللہ اور اس کے رسول کے ہاں حضرت عثمان کی قبولیت اور اعلیٰ مقام کی واضح علامت ہے۔

۸۔ حضرت سعد بن معاذ کے اندازِ تکلم پر چہرہ مبارک کا دمکنا

سن ۵ ہجری میں مسلمانوں کو غزوہ خندق میں محاصرہ کی صورت حال کا سامنا ہوا کہ قریش مکہ نے دیگر قبائل کی مدد

سے چڑھائی کی تھی، اس سنگین صورتحال کی عکاسی قرآن مجید کی ان آیات سے بخوبی ہوتی ہے۔

اِذْ جَاءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَ مِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَ اِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَ تَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ زُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا(الاحزاب: ۱۰-۱۱)

(جب وہ (مخالفین) تم پر تمہارے اوپر کی طرف سے اور نیچے کی جانب سے چڑھ آئے اور جب آنکھیں پھر گئیں اور دل (خوف کے سبب) گلوں تک پہنچ گئے اور تم خدا کے بارہ میں طرح طرح کے گمان کرنے لگے اور وہاں مؤمن آزمائے گئے اور شدید طور پر آزمائے گئے)

جب رسول اللہ ﷺ نے محسوس کیا کہ مسلمانوں پر آزمائش بڑھ گئی ہے تو آپ نے قبیلہ اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ اور قبیلہ خزرج کے سردار حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما کو مشورہ کے لئے بلا بھیجا، چنانچہ آپ نے ان سے اس تجویز پر مشورہ طلب کیا کہ قبیلہ غطفان سے مدینہ کے پھلوں کے ایک تہائی حصہ پر صلح کرلی جائے تاکہ وہ مسلمانوں سے جنگ کرنے سے باز آجائیں اور محاصرہ سے واپس چلے جائیں تو ان حضرات نے اس تجویز کی حقیقت دریافت کی کہ اے اللہ کے رسول، کیا یہ بات آپ کو پسند ہے کہ ہم اس کو عمل میں لائیں یا یہ وہ بات ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے یا یہ بات آپ ہماری خاطر کرنا چاہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا بلکہ یہ معاملہ تمہارے لئے کرنا چاہتا ہوں تاکہ تمہارے خلاف ان کی طاقت و شوکت کو توڑوں، اس موقع پر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا بخدا ہمیں اس بات کی ضرورت نہیں ہے، بخدا ہم ان کو سوائے تلوار کے کچھ نہیں دیں گے یہاں تک کہ اللہ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کردے، یہ بات سن کر رسول اللہ ﷺ کا چہرہ دمکنے لگا اور فرمایا جیسے تمہاری مرضی (۱۶)۔

اس واقعہ سے رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ کرنے کا انداز واضح ہوتا ہے کہ آپ اپنے صحابہ کرام سے بامعنی مشاورت کرتے تھے اور صحابہ کرام بھی رائے طلب کرنے پر اظہار رائے سے ہچکچاتے نہیں تھے، لیکن ان کو اس کی حدود کا علم تھا، چنانچہ زیر نظر واقعہ میں رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کے دونوں مسلم قبائل کے سرداروں سے مشاورت ضروری سمجھی اور جب حضرات سعدین رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کی رائے کا منشا معلوم کیا تو ان کے علم میں یہ بات آئی کہ آپ اہل مدینہ کو محاصرہ کے دباؤ سے نکالنے کے لئے رائے دے رہے ہیں تو حضرت سعد بن معاذ نے اختلاف کرتے ہوئے استقامت کا عندیہ دیا تو رسول اللہ ﷺ اختلاف رائے پر کبیدہ خاطر نہیں ہوئے بلکہ ان کے اظہار جرات پر مسرت کا اظہار کیا اور چہرے پر اس کے آثار بھی نمودار ہوئے۔

۹۔ برموقع سوال کرنے پر حضور ﷺ کے خوشگوار تاثرات

ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ میں جانتا ہوں کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جو نہ تو انبیاء ہیں اور نہ شہداء لیکن قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے مقام کے سبب انبیاء اور شہداء بھی رشک کریں گے تو لوگوں کے ایک جانب سے ایک اعرابی سوال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ ابو مالک کہتے ہیں کہ یہ ہمیں اچھا لگتا تھا کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوں تو ہم میں کوئی اعرابی بھی ہو کیونکہ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے سوال کرنے کی

جرات کرتے تھے اور ہمیں جرات نہیں ہوتی تھی، تو اعرابی نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ آپ ان لوگوں کی ہمارے سامنے وضاحت فرمادیں کہ وہ کون لوگ ہیں؟ راوی کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک دمکتے دیکھا چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ مختلف قبائل کے لوگ ہیں جو صرف اللہ کی خاطر باہم محبت کرتے ہیں، نہ تو ان کے مابین کوئی رشتہ داری ہے کہ اس کا لحاظ کرتے ہوں اور نہ دنیوی مفاد کہ جس کی بنا پر ایک دوسرے کا خیال رکھتے ہوں، ان کے چہروں پر نور ہوگا اور رحمان کے سامنے ان کے موتی کے منبر ہوں گے، جب لوگوں میں گھبراہٹ ہوگی تو وہ بالکل نہیں گھبرائیں گے، جب لوگ خوفزدہ ہوں گے تو وہ بے خوف ہوں گے، جب لوگ غمگین ہوں گے تو وہ بے غم ہوں گے، دوسری روایت میں الفاظ ہیں کہ یہ اولیاء اللہ ہیں جن پر کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے (۱۷)۔

رسول اللہ ﷺ گفتگو میں ہمیشہ مخاطب کی رعایت کرتے تھے، چنانچہ بدویانہ زندگی بسر کرنے والے حضرات اپنے مزاج کے مطابق جو انداز اختیار کرتے، اس پر ان کی گرفت کم ہی کی جاتی تھی جس کے سبب ان میں سوال کرنے کی جرات نسبتاً زیادہ ہوتی تھی، زیر نظر واقعہ میں راوی نے اس کا ذکر بھی کیا ہے، مذکورہ واقعہ میں اعرابی نے ایک بر موقع اور عمدہ سوال کیا جس کو سن کر رسول اللہ ﷺ کے چہرے پر مسرت کے آثار ظاہر ہوئے اور آپ نے تفصیلی جواب دیا۔

۱۰۔ پیش گوئی کی تکمیل پر چہرہ انور پر بشاشت و مسرت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عوالی (مدینہ منورہ کا بالائی محلّہ) میں حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی اہلیہ کے گھر گئے، جب رسول اللہ ﷺ ہماری معیت میں وہاں پہنچے تو حضرت سعد کی اہلیہ نے رسول اللہ ﷺ کو آپ پر فدا ہونے کے کلمات کے ساتھ خوش آمدید کہا اور کھجور کے چھوٹے درختوں کے نیچے آپ کے قیام کے لئے جگہ بنائی، چنانچہ آپ وہاں فروکش ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ابھی تمہارے سامنے ایک جنتی شخص ظاہر ہو گا، حضرت جابر کہتے ہیں کہ ہم کچھ دیر ٹھہرے کہ ہمارے سامنے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آ گئے، پھر آپ نے دوبارہ فرمایا کہ اب تم پر ایک اور جنتی شخص ظاہر ہوگا تو راوی کہتے ہیں کہ ہم کچھ دیر ہی ٹھہرے تھے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آ گئے، پھر آپ نے فرمایا کہ اب تم پر ایک اور جنتی شخص ظاہر ہوگا، اے اللہ اگر تو چاہے تو وہ علی ہوں، راوی کہتے ہیں کہ ہم کچھ دیر ٹھہرے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ آ گئے تو رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک خوشی سے سرخ و سفید ہوگیا اور جب بھی رسول اللہ ﷺ پر خوشی کے آثار ہوتے تو یہی کیفیت ہوتی اور اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے اس مسرت پر ہمیں مبارک باد بھی دی (۱۸)۔

اس حدیث سے حضرات ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت اور صاحب جنت ہونے کی محکم اطلاع نمایاں ہے، نیز رسول اللہ ﷺ کو اپنی پیش گوئی کی تکمیل پر جو بے پناہ مسرت ہوئی، وہ آپ کے چہرے کی دمک سے صاف عیاں تھی، پھر آپ نے اس پر سب کو مبارکباد دے کر اس مسرت پر مہر تصدیق ثبت فرمادی۔ حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ غزوہ احد میں شہید ہوگئے تھے، ان کے اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے مابین رسول اللہ ﷺ نے مواخاۃ قائم کی تھی اور وہ بیعت عقبہ اولیٰ میں شریک تھے۔ انہوں نے اپنے ورثاء میں بیوہ کے علاوہ دو بیٹیاں چھوڑی تھیں، جن کی وراثت میں حصہ

داری کے لئے آیت میراث نازل ہوئی(۱۹)۔

۱۱۔برائت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نزول وحی پر چہرہ مبارک پر خوشی

سن ۵ ہجری میں غزوہ بنی مصطلق سے واپسی پر قافلہ نبوی نے ایک جگہ پڑاؤ کیا، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا اس دوران ہار گم ہوگیا، وہ اس کی تلاش میں تھیں کہ قافلہ روانہ ہوگیا، حضرت عائشہ وہیں چادر اوڑھ کر لیٹ گئیں یہاں تک کہ صبح کے وقت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ کی آپ پر نظر پڑی، وہ قافلہ کے پیچھے رہ جانے والی اشیاء کو جمع کرنے کے ذمہ دار تھے، انہوں نے بلند آواز سے انا للہ و انا الیہ راجعون کہا تو حضرت عائشہ بیدار ہوگئیں، چنانچہ حضرت صفوان ان کو اونٹ پر بٹھا کر لے آئے اور قافلہ سے جا ملے۔اس موقع پر منافقین نے جو طوفان بدتمیزی بپا کیا وہ واقعہ افک کہلاتا ہے، اس کے سبب ایک ماہ کم و بیش رسول اللہ ﷺ اور خانوادہ نبوی کرب و اضطراب میں رہے۔جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اتہام کا علم ہوا تو رنج و غم سے نڈھال ہوگئیں یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے اپنے والدین کے گھر منتقل ہوگئیں۔ایک ماہ کے بعد جب رسول اللہ ﷺ، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس موضوع پر گفتگو کی تو اسی دوران آپ پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی براءت کی وحی نازل ہوئی اور یہ سورۃ النور کی دس آیات پر مشتمل تھی تو آپ کے چہرہ مبارک پر خوشی کے آثار تھے اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ سے فرمایا خوش خبری ہو۔اللہ تعالیٰ نے تمہاری صفائی بیان کردی ہے(۲۰)۔یوں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی پر ایمان، قرآن حکیم پر ایمان کا لازمی حصہ قرار پایا جو ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ایک منفرد فضیلت ہے۔

۱۲۔حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی توبہ کی قبولیت پر چہرہ انور کی دمک

غزوہ تبوک میں شرکت سے تین صحابہ کرام پیچھے رہ گئے تھے، جن کو قرآن حکیم نے الثلاثۃ الذین خلفوا (سورۃ التوبہ) کے عنوان سے ذکر کیا ہے، جب رسول اللہ ﷺ واپس مدینہ تشریف لائے تو آپ نے ان صحابہ کرام کے بارہ میں مسلمانوں کو حکم دیا کہ کوئی ان سے بات چیت نہ کرے، چنانچہ کوئی صحابی ان سے کوئی گفتگو نہ کرتا، نہ ان کی کسی بات کا جواب دیتا، چنانچہ ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہا تو لوگوں کے قطع تعلق کے سبب گھر نشین ہوگئے جبکہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی مسجد نبوی میں آمد و رفت رہی، یہاں تک کہ چالیس دن کے بعد بارگاہ نبوی سے ان صحابہ کرام کو اپنی بیویوں سے علیحدگی کا حکم آگیا۔یہ ایام قرآن حکیم کے الفاظ میں ایسے تھے کہ زمین ان پر اپنی وسعتوں کے باوجود تنگ ہوگئی تا آنکہ اللہ کی طرف سے ان کی توبہ کی قبولیت کا اعلان ہوا تو صحابہ کرام ان کو مبارکباد دینے لگے، حضرت کعب بن مالک کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو میں نے آکر سلام کیا تو آپ کا چہرہ مبارک خوشی سے دمک رہا تھا۔آپ نے فرمایا کہ خوش خبری ہو، ماں کے پیٹ سے جنم لینے کے بعد سے آج تک تم پر اس سے بہتر دن نہ آیا ہوگا(۲۱)۔

۱۳۔رسول اللہ ﷺ کے چہرہ پر مسرت اور صحابہ کرام کے دریافت کرنے پر وضاحت

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ہم نے رسول اللہ ﷺ کے چہرہ انور میں خوشی کے آثار دیکھے تو ہم نے عرض کیا اے رسول خدا ہم آپ کے چہرے میں خوشی کی علامات دیکھ رہے ہیں، آپ نے فرمایا میں کیسے خوش نہ ہوں حالانکہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے تھے تو انہوں نے مجھے خوش خبری دی کہ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما، اہل جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں اور ان کے والد (حضرت علی کرم اللہ وجہہ) ان سے بھی زیادہ فضیلت رکھتے ہیں (۲۲)۔

رسول اللہ ﷺ نے جس طرح اپنی زبان مبارک سے منکرات سے منع کیا، اسی طرح آپ کے چہرہ انور پر غصہ کی کیفیت بھی معاملہ کی نزاکت کو واضح کرتی تھی، چنانچہ رسول اللہ ﷺ جب بھی قیامت کا ذکر فرماتے آپ کے رخسار مبارک سرخ ہو جاتے، آپ کی آواز بلند ہو جاتی اور غصہ میں شدت آ جاتی گویا آپ دشمن کے آنے والے لشکر سے خبر دار کر رہے ہوں کہ وہ صبح حملہ آور ہوا یا شام حملہ آور ہوا ۲۳۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے مختلف نامناسب مواقع پر اپنی ناپسندیدگی اور ناراضگی کا بھی اظہار کیا ان میں سے چند ایک مثالوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۴۔ مقدمہ میں طرفداری کے الزام پر تاثرات

ایک انصاری شخص نے رسول اللہ ﷺ کے پاس حرہ کے علاقہ میں کھجور کے باغات کو سیراب کرنے والی پانی کی گزرگاہ کے حوالہ سے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے خلاف مقدمہ دائر کیا، دونوں نے ایک دوسرے سے بحث کی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیر سے کہا کہ اپنے باغ کو سیراب کر کے پانی اپنے پڑوسی کے لئے چھوڑ دیا کرو یعنی آپ نے انکو نیکی کرنے کا حکم دیا، اس پر انصاری غصہ کا اظہار کیا کہ وہ چونکہ آپ کے پھوپھی زاد ہیں، اس لئے آپ نے اس طرح کا فیصلہ کیا، اس پر رسول اللہ ﷺ کے چہرے کا رنگ غصہ کی وجہ سے متغیر ہو گیا پھر آپ نے حضرت زبیر کو اپنا حق پورا لینے کا حکم دے دیا اور کہا کہ زبیر پانی سے اپنے باغ کو اس طرح سیراب کرو کہ پانی باغ کی دیواروں تک پہنچ جائے یعنی ٹخنوں تک پہنچ جائے۔ حضرت زبیر بتاتے ہیں کہ یہ آیت اسی حوالہ سے نازل ہوئی (۲۴)

فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا(النساء : ۲۵)

تیرے رب کی قسم یہ اس وقت ایمان لانے والے نہیں ہوں گے جب تک کہ آپ کو اپنے باہمی اختلافی معاملات میں فیصل نہ بنالیں پھر آپ کے فیصلہ پر اپنے اندر کوئی تنگی محسوس نہ کریں اور اس کو مکمل طور پر تسلیم کر لیں۔

مذکورہ واقعہ میں رسول اللہ ﷺ نے اولاً اس بات کی کوشش کی کہ معاملہ کو خوش اسلوبی سے حل کر دیا جائے اور اسی لئے آپ نے حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ اپنے حق پر اصرار کرنے کی بجائے دوسرے فریق سے حسن سلوک کی تلقین کی اور کہا کہ جب باغ میں ایک بار پانی تمام مقامات تک پہنچ جائے تو پھر ہمسایہ کی زمین تک پانی کی رسائی دے دو، انصاری شخص نے آپ کے اس فیصلہ پر نہایت نامناسب رد عمل کا اظہار کیا اور بجائے اس فیصلہ کی روح پر غور کرتا، اس نے

آپ پر اقربا پروری کا الزام لگادیا، جس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ شخص محض ظاہری طور پر مسلمان شمار ہوتا تھا، اس شخص کی الزام تراشی پر رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک پر غصہ کے آثار ظاہر ہوئے، بعد ازیں آپ نے مقدمہ کی نوعیت کے مطابق بطور قاضی منصفانہ فیصلہ صادر فرمادیا کہ پانی کی گزرگاہ سے قریب تر شخص کا حق فائق ہے اور زمین کو مکمل طور پر سیراب کرنے کے بعد متصل زمین کے مالک کو موقع ملے گا، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر نازل ہونے والی آیت کا ذکر کیا کہ اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ کی پاسداری لازمی ہے اور کسی بھی مؤمن کے لئے وہاں کوئی دوسری گنجائش نہیں ہے۔

۱۵۔ اجراء حد میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی معززین کے لئے سفارش

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ ایک عورت کا معمول تھا کہ معروف لوگوں کی زبانی زیورات عاریتاً لیتی اور پھر بیچ ڈالتی اور اس کی قیمت خود رکھ لیتی یوں چوری کا ارتکاب کرتی تھی، فتح مکہ کے موقع پر چوری کے جرم میں گرفتار ہوگئی تو اس کے گھر والوں نے باہم مشورہ کیا کہ اس کی سزا کی معافی یا تخفیف کے بارہ میں رسول اللہ ﷺ سے کون بات یا سفارش کرے، تو ان کی رائے ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ کے چہیتے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ کے علاوہ کوئی اور آپ سے بات کرنے کی جرات نہیں رکھتا تو ان لوگوں کے کہنے پر حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ نے آکر آپ سے بات کی تو رسول اللہ ﷺ کے چہرہ کا رنگ بدل گیا اور فرمایا کہ کیا تم مجھ سے اللہ کی حدود میں سے ایک حد کے بارہ میں گفتگو کر رہے ہو، حضرت اسامہ نے فوراً ہی آپ سے درخواست کی کہ اے اللہ کے رسول میرے لئے اللہ سے مغفرت طلب کریں، جب شام ہوئی تو رسول اللہ ﷺ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے۔ اللہ کے شایان شان حمد وثناء کے بعد فرمایا تم سے پہلے لوگوں کو اس بات نے تباہ کیا کہ جب ان میں معزز شخص چوری کرتا تو اس کو بلا سزا چھوڑ دیتے اور جب ان میں کمزور شخص چوری کرتا تو اس پر حد نافذ کرتے تھے، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اگر فاطمہ بنت محمد چوری کرتی تو میں اس کے ہاتھ کاٹ دیتا پھر رسول اللہ ﷺ کے حکم پر اس عورت کا ہاتھ کاٹ دیا گیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ بعد میں اس عورت نے عمدہ توبہ کی اور اس کی شادی بھی ہوگئی، مزید بتاتی ہیں کہ وہ اس کے بعد آتی تھی تو میں اس کی ضرورت رسول اللہ ﷺ تک پہنچاتی تھی (۲۵)۔

مذکورہ واقعہ بلا تفریق عدل وانصاف کے قیام کے اسلامی اصول کی بالادستی کو واضح کرتا ہے کہ حضرت اسامہ (جو رسول اللہ ﷺ کے متبنی حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہونے کے ناطے آپ کے محبوب صحابی تھے) کی سفارش کو بھی آپ نے سخت ناپسند کیا، جس کے آثار چہرہ انور پر بھی ظاہر ہوئے اور آپ نے زبانی تنبیہ بھی فرمائی جس پر فوراً حضرت اسامہ نے اپنے لئے اس نامناسب سفارش پر دعاء مغفرت کی درخواست بھی کی۔

۱۶۔ حد اعتدال سے متجاوز عبادات

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ جب صحابہ کو کوئی حکم دیتے تو انہی کاموں کا حکم دیتے جن کی وہ استطاعت رکھتے تھے، ایک مرتبہ بعض صحابہ کرام نے یہ خیال ظاہر کیا کہ اے اللہ کے رسول ہم آپ کی

طرح (معصوم) نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے تمام غیر شایانِ شان امور معاف کر دیئے ہیں، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ ناراض ہوئے یہاں تک کہ غصہ اور ناراضگی کے آثار آپ کے چہرے پر محسوس کئے گئے، کیونکہ ان حضرات نے دین فطرت کے تقاضوں کے برعکس اپنے لئے مشکل احکام بجالانے کی غیر موزوں خواہش ظاہر کی تھی نیز فرمایا کہ میں، تم میں سے سب سے زیادہ تقویٰ اختیار کرنے والا اور اللہ کی سب سے زیادہ معرفت رکھنے والا ہوں (۲۶) گویا آپ کی یہ حیثیت غیر معصوم انسان کے مقابلہ پر عبادت الٰہی کا اس سے زیادہ تقاضہ کرتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے گویا اولاً اپنے چہرہ انور کے تاثرات اور ثانیاً اپنے ارشاد مبارک سے اس تصور کی سختی سے نفی کردی کہ کثرت عبادات بجالانا اور مشکل اعمال سے عہدہ برآ ہونا ہی زیادہ معرفت خداوندی اور اعلیٰ تقویٰ کی علامت ہے، خود رسول اللہ ﷺ جو معرفت خداوندی اور تقویٰ میں سب سے بڑھ کر تھے، اپنی حیات مبارکہ میں مکمل توازن اور حسین اعتدال رکھتے تھے۔

۱۷۔ امتیازی عمارت دیکھ کر چہرہ مبارک کا متغیر ہونا

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک موقع پر باہر تشریف لائے تو آپ نے ایک بلند قبہ دیکھا تو دریافت کیا کہ کس کا ہے؟ صحابہ نے بتایا کہ فلاں انصاری صحابی کا ہے آپ خاموش رہے اور بات دل میں ہی رہی۔ جب وہ شخص آپ کے پاس آیا اور سلام کیا تو آپ نے اعراض فرمایا اور اس نے کئی بار ایسا کیا یہاں تک کہ اس نے آپ کے چہرے میں غصہ اور اعراض کو محسوس کر لیا، تو اس نے اپنے ساتھیوں سے رسول اللہ ﷺ کے چہرے کے تغیر کے بارہ میں دریافت کرتے ہوئے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو اپنے سے انجان محسوس کرتا ہوں، مجھے معلوم نہیں میرے ساتھ کیا ہوا اور میں نے کیا کیا؟ تو انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے تو تمہارا قبہ دیکھا، اس کے بارہ میں دریافت کیا تو ہم نے بتادیا چنانچہ یہ سن کر وہ واپس گیا اور اس کو منہدم کر دیا حتی کہ زمین کے ساتھ برابر کر دیا، بعد میں رسول اللہ ﷺ کا وہاں سے گزر ہوا تو آپ نے قبہ نہ دیکھا تو اس کے بارہ میں دریافت کیا کہ اس قبہ کا کیا ہوا جو یہاں تھا تو آپ کو بتایا گیا کہ ہم سے اس کے مالک نے آپ کے اعراض کا شکوہ کیا تو ہم نے بتایا تو اس نے اس کو منہدم کر دیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ ہر تعمیر کردہ عمارت قیامت کے روز اپنے مالک پر وبال ہوگی سوائے اس کے جس کی ضرورت ہو۔ ایک روایت کے مطابق آپ نے اس کی بھلائی کے لئے دعا بھی فرمائی (۲۷)۔

واقعہ مذکورہ میں رسول اللہ ﷺ کے چہرے کے ناگوار تاثرات کو بھانپ کر ہی انصاری صحابی نے نہ صرف اپنے گھر کی بالائی حیثیت ختم کردی بلکہ زمین بوس کر دیا، گویا صحابہ کرام محض آپ کے ارشادات کی ہی تعمیل نہیں کرتے تھے بلکہ آپ کے چہرے کے تغیرات سے بھی رہنمائی لے کر عمل کرتے تھے، رسول اللہ ﷺ نے بعد ازیں اپنے ارشاد مبارک اپنے انداز کی وضاحت اور فہم صحابی کی تائید فرمائی اور غیر ضروری اور غیر پیداواری اخراجات کو ناگزیر حد تک محدود رکھنے کی جانب توجہ دلائی۔

۱۸۔ مرد کا ریشمی کپڑا پہننا

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو ریشم سے بنا ہوا جوڑا تحفہ میں ملا تو آپ نے وہ مجھے بھجوا دیا تو وہ میں نے پہن لیا اس پر میں نے رسول اللہ ﷺ کے چہرہ پر غصہ کے آثار دیکھے اور آپ نے فرمایا کہ میں نے تمہاری طرف اس لئے نہیں بھیجا تھا کہ تم اسے پہنو، میں نے تو اس لئے بھیجا تھا کہ اس کو خواتین کے مابین اوڑھنیوں کی صورت میں تقسیم کردو(۲۸)۔

چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی زوجہ محترمہ حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ ،اپنے والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد بن ہاشم اور اپنے چچا حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کی صاحبزادی فاطمہ کے درمیان اوڑھنیوں کی صورت میں تقسیم کردیا،ایک روایت میں حضرت عقیل بن ابی طالب کی زوجہ فاطمہ کا نام بھی آتا ہے۲۹ ،واضح رہے ان خواتین کے یکساں نام کی وجہ سے ان کو فواطم بھی کہا جاتا ہے۔

ریشمی لباس چونکہ مردوں کے شرعی طور پر ممنوع ہے،اس لئے رسول اللہ ﷺ نے واضح طور پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور یہ بھی تعلیم دی کہ اگر اس طرح کا لباس کسی مرد کو ہدیہ ملے تو وہ گھریلو خواتین کو دے دے۔

۱۹۔ غیر ضروری سوال پر چہرہ مبارک کے تاثرات

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ گفتگو کے لئے قیام فرما ہوئے اور لوگوں کو ان کے اعمال کے اچھے اور برے نتائج کے حوالہ سے خبردار کیا تو دیہات سے آئے ہوئے ایک شخص نے کھڑے ہو کر سوال کیا کہ قیامت کب آئے گی؟ تو ہم نے اس شخص سے کہا کہ بیٹھ جاؤ، تم نے رسول اللہ ﷺ سے جو سوال کیا اسے آپ ناپسند کرتے ہیں۔اس نے دوبارہ کھڑے ہو کر وہی سوال کیا کہ قیامت کب آئے گی؟ تو رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک میں پہلے سے زیادہ ناگواری ظاہر ہوئی تو ہم نے اس کو بٹھا دیا۔ وہ تیسری مرتبہ پھر کھڑا ہوا اور سوال دہرایا کہ قیامت کب آئے گی؟آپ نے کہا ناس ہو! تم نے اس کے لئے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ تو اس شخص نے کہا میں نے اس کے لئے اللہ اور اس کے رسول کی محبت کو تیار کر رکھا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیٹھ جاؤ، تم اس کے ساتھ ہو گے جس سے تمہیں محبت ہے(۳۰)۔

مذکورہ روایت سے اسی امر کی نشاندہی ہوتی ہے کہ قیامت کے وقت کے بارہ میں سوال کے حوالہ سے صحابہ کرام آپ کے تاثرات سے اچھے طرح آگاہ تھے،اسی لئے انہوں نے اعرابی کو اس کے سوال پر بار بار ٹوکا،رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر اس کے سوال پر ناگواری تو ظاہر فرمائی مگر اس کے مزاج کے مطابق رہنمائی بھی فرمائی کہ قیامت کے وقت سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ قیامت میں جوابدہی کے لئے تیاری کی نوعیت کیا ہے اور جب اس نے اللہ اور اس کے رسول کی محبت کا ذکر کیا تو آپ نے اس کی حوصلہ افزائی بھی فرمائی۔

خلاصہ ٔبحث

الغرض رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک کی کیفیات کا مندرجہ بالا نموذجی مطالعہ اس امر کی نشاندہی کرتا ہے کہ

چہرہ انور کے تاثرات بھی امت کے لئے بھرپور رہنمائی کا ذریعہ ہیں، یہ کیفیات و تاثرات بسا اوقات واقعات کا رد عمل ہوتے، اور کئی مقامات پر ان کی مستقل نوعیت ہوتی تھی، ان کیفیات میں مسرت و شادمانی، ناراضگی و غصہ، غم واندوہ، دیگر انسانوں کے حوالہ سے فکر مندی اور ذاتی طور پر نقاہت و ضعف شامل ہیں، کئی مواقع پر ان کیفیات کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی اپنے بھرپور تاثرات کے ساتھ امت تک منتقل ہوا اور کئی مواقع پر آپ کے چہرے کی کیفیات نے ہی اپنا پیغام منتقل کردیا، یہ کیفیات امت کے لئے اسوہ حسنہ کی حیثیت رکھتی ہیں کہ انسان مختلف بشری کیفیات میں کس طور پر اپنے تاثرات کا اظہار کرے اور اپنے جذبات کو کس سلیقہ کے ساتھ پیش کرے۔

حوالہ جات وحواشی

(۱) الترمذی، محمد بن عیسیٰ، ابوعیسی (۲۷۹ھ) الشمائل المحمدیة والخصائل المصطفویة، باب ماجاء فی خُلق رسول الله صلی الله علیه وسلم حدیث نمبر ۸،۷

(۲) مُسلم بن الحجاج القشیری (۲۶۱ھ) الجامع الصحیح، کتاب الفضائل، باب شیبه ﷺ، حدیث نمبر ۲۳۴۴

(۳) ابن حجر احمد بن علی، العسقلانی (۸۵۲ھ) فتح الباری شرح صحیح البخاری، دارالمعرفة، بیروت ۱۳۷۹ھ، ج ۶ ص ۵۷۳

(۴) البغوی، حسین بن مسعود، محی السنة (۵۱۶ھ) الانوار فی شمائل النبی المختار، دارالمکتبی، دمشق، ۱۴۱۶ھ، باب فی سروره وضحکه ومزاحه صلی الله علیه وسلم حدیث نمبر ۲۹۴

(۵) السھیلی، عبدالرحمٰن بن عبداللہ، ابوالقاسم (۵۸۱ھ) الروض الانف فی شرح السیرة النبویه لابن هشام، داراحیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۱ھ، ج ۵ ص ۲۷۶

(۶) الخرائطی، محمد بن جعفر، ابوبکر (۳۲۷ھ) المنتقی من کتاب مکارم الاخلاق ومعالیها، دارالفکر دمشق ۱۴۰۶ھ، باب ماجاء فی السخاء والکرم والبذل من الفضل، حدیث نمبر ۲۷۸

(۷) ابن ابی اسامه، حارث بن محمد التمیمی (۲۸۲ھ) بغیة الباحث عن زوائد مسند الحارث، مرکز خدمة السنة والسیرة النبویه، المدینه المنوره ۱۴۱۳ھ، کتاب علامات النبوة، باب فی جوده، حدیث نمبر ۹۴۱

(۸) ابن خزیمه، محمد بن اسحاق، ابوبکر (۳۱۱ھ) الصحیح، المکتب الاسلامی بیروت، جماع أبواب الصدقة بالتطوع، باب الشحباب الاعلان بالصدقة، حدیث نمبر ۲۴۷۷، الطبرانی، سلیمان بن احمد، ابوالقاسم (۳۶۰ھ) المعجم الکبیر، مکتبه ابن تیمیه، القاہرہ ۱۴۱۵ھ، عن عبدالرحمن بن هلال العیسی عن جریر بن عبدالله البجلی ج ۲، ص ۳۴۴، حدیث نمبر ۲۴۳۹، احمد بن حنبل، الامام (۲۴۱ھ) المسند، مؤسسة الرساله ۱۴۲۱ھ، من حدیث جریربن عبدالله، نمبر ۱۹۱۷۴

(۹) ابوداؤد، سلیمان بن اشعث السجستانی (۲۷۵ھ) السنن، المکتبة المصریه، بیروت، کتاب الخراج والأمارة والبغی، باب انطاع الرضیق حدیث نمبر ۳۰۶۷

(۱۰) عبدالرزاق بن ھمام، ابوبکر (۲۱۱ھ) المصنف، المکتب اسلامی بیروت ۱۴۰۴ھ، کتاب الطلاق، باب النفی، ح ۱۳۳۱۸

(۱۱) ابویعلی، احمد بن علی الموصلی (۳۰۷ھ) المسند، دارالمامون للتراث، دمشق، ۱۴۰۴ھ، مسند ابی طلحة، ج ۳، ص ۱۷، حدیث نمبر ۱۴۲۶

(۱۲) البخاری، محمد بن اسماعیل،ابوعبداللہ (۲۵۶ھ)الجامع المسند الصحیح،دار طوق النجاۃ،کتاب الاطعمة،باب الرجل یدعی الی طعام فیقول وھذامعی،حدیث نمبر۵۴۶۱

(۱۳) ابن حبان محمد(۳۵۴ھ)الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان،مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت۱۴۰۸ھ،کتاب الجنائز، فصل فی النیاحة ونحوھا،حدیث نمبر۳۱۵۶

(۱۴) النسائی،احمد بن شعیب،ابوعبدالرحمٰن (۳۰۳ھ)السنن الصغری مکتب المطبوعات الاسلامیہ، حلب ۱۴۰۶ھ،کتاب الجنائز ،باب الرخصة فی البکاء،حدیث نمبر۱۸۵۹

(۱۵) الطبرانی،المعجم الاوسط،دارالحرمین،القاھرہ،باب المیم من اسمہ محمدحدیث نمبر۷۲۵۵،احمد بن حنبل ،فضائل الصحابہ،مؤسسۃالرسالہ ،بیروت۱۴۰۳ھ،فضائل ابی بکر رضی اللہ عنہ حدیث نمبر۲۸۷

(۱۶) عبدالرزاق بن ہمام،المصنف،کتاب المغازی،وقعة الاحزاب و بنی قریضة،حدیث نمبر ۹۷۳۷؛البوطی،محمد سعید رمضان(۲۰۱۲ء)فقہ السیرۃ النبویة،دارالفکردمشق۱۴۲۶ھ،ج۱ص ۲۱۵

(۱۷) معمر بن راشد الازدی(۱۵۳ھ)الجامع،المجلس العلمی، پاکستان ۱۴۰۳ھ،باب المتحابین فی اللہ،حدیث نمبر۲۰۳۲۴

(۱۸) ابن ابی اسامہ التمیمی،بغیة الباحث عن زوائد مسند الحارث،کتاب المناقب،باب فیمااشترک فیہ ابو بکر وغیرہ من الفضل،حدیث نمبر۹۶۱

(۱۹) ابن سعد، محمد، ابوعبداللہ(۲۳۰ھ)الطبقات الکبری،دارالکتب العلمیہ، بیروت۱۴۱۰ھ،ج۳ص ۳۹۷،۳۹۶

(۲۰) البخاری،الجامع الصحیح،کتاب تفسیر القرآن،باب ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشة،حدیث نمبر۴۷۵۷

(۲۱) البغوی، حسین بن مسعود،الانوارفی شمائل النبی المختار،باب فی سرورہ وضحکہ ومزاحہ صلی اللہ علیہ وسلم،حدیث نمبر ۲۹۴

(۲۲) الطبرانی،المعجم الکبیر،باب الحاء ،بقیة اخبار الحسن بن علی،ج۳،ص۳۷،حدیث نمبر۲۶۰۸

(۲۳) النسائی،السنن الصغری ،کتاب صلاۃ العیدین،کیف الخطبة،حدیث نمبر۱۵۷۸

(۲۴) البخاری،الجامع المسند الصحیح،کتاب المساقاۃ ،باب شرب الاعلی الی الکعبین،حدیث نمبر۲۳۶۲

(۲۵) ایضا،کتاب المغازی،باب بلاترجمہ حدیث نمبر۴۳۰۴

(۲۶) ایضا،کتاب الایمان،باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا اعلمکم باللہ،حدیث نمبر۲۰

(۲۷) ابوداؤد،السنن باب ماجاء فی البناء،حدیث نمبر۵۲۳۷،المقدسی،محمد بن عبدالواحد،ضیاء الدین (۶۴۳ھ) الاحادیث المختارۃ،دارالخضر للطباعۃ والنشر، بیروت۱۴۲۰ھ،ج۷ص۲۹۱،حدیث نمبر۲۷۴۷

(۲۸) مسلم بن الحجاج،الجامع الصحیح،کتاب الباس والزینة،باب تحریم استعمال اناء الذھب والفضة،حدیث نمبر۲۰۷۱

(۲۹) العینی، محمود بن احمد،بدرالدین(۸۵۵ھ)عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری،داراحیاء التراث العربی بیروت،۱۸/۲۲

(۳۰) البزار،احمد بن عمروابوبکر(۲۹۲ھ)البحرالذخار،مکتبۃ العلوم والحکم،المدینۃ المنورۃ،ج ۱۲،ص۳۲۶،مسند ابی حمزہ انس بن مالک،حدیث نمبر۶۱۸۹

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆